OPEN ACCESS
Al-Aẓvā الاضواء
ISSN 2415-0444 ;E 1995-7904
Volume 37, Issue, 57, 2022
www.aladwajournal.com

کنہ المراد فی بیان بانت سعاد میں علامہ سیوطیؒ کا اسلوب

The Method of Suyūṭī in "Kunhul Murād" Explaination of Bānat Su'ād

Ahmad Ali Badat *(corresponding author)*
Lecturer, Government Graduate College of Science, Lahore

Hafiz Zahid Ali, Assistant Professor
Department of Islamic Studies, Government Graduate College
Ravi Road, Lahore

Abstract

KEYWORDS

Suyūṭī, Jalal ud Din,
Kunhul Murād,
Bānat Su'ād

Ka'ab bin Zuhair recited his famous poem of praise for the Prophet (s.a.w) in his presence and received his cloth as a gift in return. His poem has been narrated in the collections of Hadis and Seerah along with its notable presence in the Arabic literature. Allama Jalal ud Din as Suyūṭī has written a detailed explanation on this poem with the title of *Kunhul Murad fi bayan Banat Suaad.* This article describes the back ground of the poem and then focuses on the approach adopted by Allama Suyūṭī in his explanations and gives an analysis on his style. As he has adopted the classical approach for the explanation therefore, his work is quite elaborate and consists wide range of related information which has made it one of the most popular explanation of the poem *Banat Suaad.* This study explains his methodology along with examples from his work.

Date of Publication:
29-06-2022

تمہید

اللہ رب العزت کی حمد و ثناء کے ساتھ ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بھی ہمیشہ اہل ادب کی توجہ کا مرکز اور علمی کاوشوں کا میدان رہی ہے۔ اس مبارک کام میں اہل اسلام تو پیش پیش رہے ہی اس مسابقت میں دیگر ادیان سے وابستہ افراد بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء خوانی کی تاریخ اس جہاں کی تاریخ سے بھی قدیم ہے کہ خود رب کائنات نے اس عمل کو شروع فرمایا اور پھر ہر دور میں نثر و شعر ہر دو اقسام ادب میں ہوتی رہی اور ادب سے زیادہ عبادت کے رنگ کے ساتھ اس کی ترویج ہوئی۔

اشعار میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے ہی جاری ہو گیا۔ یہ ایسا دور تھا جب عربی ادب اپنے پورے عروج اور زور پر تھا اور عرب میں بڑے بڑے شعراء اپنے بہترین قصائد کے ساتھ دوسروں سے مبارزت میں مصروف رہتے۔

تعارف شاعر

قصیدہ بانت سعاد صحابی رسول حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قصیدہ ہے جو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے اسلام لاتے ہی پیش فرمایا۔ ان کی کنیت ابو المطرف اور نام کعب بن زہیر بن ابی سلمی ہے اور ان کا تعلق قبیلہ مزینہ سے ہے۔[1] حضرت کعب کا شمار عرب کے بڑے ماہر اور خوش کلام شعراء میں سے ہوتا تھا۔ ان کے بہترین اشعار میں سے یہ اشعار نمایاں حیثیت رکھتے ہیں:

لو كنت أعجب من شئ لأعجبني   سعي الفتى وهو مخبوء له القدر

" اگر مجھے کوئی چیز پسند آتی تو ضرور مجھے جوان کی کوشش پسند آتی جس کی تقدیر اس سے پوشیدہ ہے۔"

يسعى الفتى لأمور ليس يدركها   والنفس واحدة والهم منتشر

" جوان ایسے کاموں کے لیے کوشش کرتا ہے جن کو وہ حاصل نہیں کر سکتا۔ اور جان تو ایک ہوتی ہے اور اس کے ارادے منتشر ہوتے ہیں۔"

والمرء ما عاش ممدود له أصل   لاتنتهي العين حتى ينتهي الأثر[2]

" اور آدمی جب تک ایسے زندگی گزارتا ہے کہ اس کی امید بہت لمبی ہوں تو اس کی آنکھ کی انتہا نہیں ہوتی یہاں تک کہ اس کے نشان کی انتہا ہو جاتی ہے۔"

قصیدہ بانت سعاد کا پس منظر

حضرت کعب بن زہیر کے ایک بھائی بجیر تھے۔ یہ دونوں حجاز کے قریب برق الغداف مقام کے پاس گئے۔

یہ علاقہ بنو سعد کا تھا۔ یہاں بجیر نے کعب سے کہا کہ تم یہاں بکریوں کے پاس ٹھہرو میں اس شخص یعنی نبی ﷺ کے پاس جاتا ہوں اور اس کا کلام سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس کے پاس کیا ہے۔ چنانچہ کعب رک گئے اور بجیر چل دیے یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ان کا کلام سنا اور آپ پر ایمان لے آئے۔ کعب کو اپنے بھائی بجیر کے ایمان لے آنے کا بڑا دکھ ہوا اور ان کی طرف یہ شعر لکھ بھیجے[3]:

ألا أبلغا عني بجيراً رسالة　　　فهل لک فيما قلت ويحک هل لک

"اے (میرے مخاطب) میرا ایک پیغام بجیر تک پہنچا دو کہ تو ہلاک ہو گیا۔ کیا جو تو نے کہا ہے وہ واقعی تو کر گزرا ہے؟ (یعنی کیا واقعۃ تو کلمہ پڑھ چکا ہے؟)"

سقاک بها المأمون كأسا روية　　　فأنهلک المأمون منها وعلکا

"تجھے مامون نے باتوں کا ایک پیالہ پلا دیا ہے کہ اس نے پہلی مرتبہ اور پھر دوسری مرتبہ بھی تجھے وہ شراب پلا دی۔"

ففارقت أسباب الهدى وتبعته　　　على أي شيئ ويب غيرک دلکا

"پس تو دور ہو گیا ہدایت کے اسباب سے اور تو نے اس کی اتباع کی، اس نے تیری کیسی چیز کی طرف رہنمائی کی اور تو بھی دوسروں کی طرح ہلاک ہو گیا۔"

على مذهب لم تلف أما ولا أبا　　　عليه ولم تعرف عليه أخالکا

"(اس نے رہنمائی کی) ایک ایسے مذہب کی طرف جس پر تو نہیں پاتا کسی ماں کو اور نہ ہی باپ کو۔ اور تو نہیں جانتا اس پر اپنے کسی بھائی کو۔"

فإن أنت لم تعرف فلست بآسف　　　ولا قائل إن ما عثرت لعا لکا[4]

"پھر اگر تو میری بات کو نہیں سمجھتا تو مجھے کوئی افسوس نہیں اور اگر تو ٹھوکر کھا گیا ہے تو میں تجھے محفوظ رہنے کی دعا نہیں دوں گا۔"

یہ اشعار کعب نے بجیر کی طرف بھیج دیے۔ جب بجیر نے یہ پڑھے تو رسول اللہ ﷺ کو اس سے مطلع کیا جب آپ نے یہ شعر سنا "سقاک بها المامون" تجھے مامون (امانت دار) نے پلا دیا تو آپ نے فرمایا: "مامون واللہ! اللہ کی قسم امانت دار" اور کفار بھی آپ کو امانت دار ہی پکارتے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی بھی کعب بن زہیر کو دیکھے تو اسے قتل کر دے۔

چنانچہ حضرت بجیر نے اپنے بھائی کعب کو یہ اشعار لکھ کر بھیج دیے:

من مبلغ كعب فهل لک في التي　　　تلوم بها باطلا وهي أحزم

"کون کعب تک یہ بات پہنچا دے کہ تو جس بات پر مجھے ناحق ملامت کر رہا ہے وہ زیادہ مضبوط ہے۔"

إلى الله لا العزى ولا اللات بعده　　　فتنجو إذا كان النجاة فتسلم

”تو لوٹ جا اللہ کی طرف نہ کہ عزیٰ کی اور نہ ہی اس کے بعد لات کی طرف۔ اگر تو نجات کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسلام قبول کر کے بچ جا۔"

لدى يوم لا ينجو وليس بمفلت من الناس إلا طاهر القلب مسلم

”اس دن جس دن نجات نہیں پا سکے گا اور نہ ہی بچ نکلے گا لوگوں میں سے مگر وہ جو پاکیزہ دل والا مسلمان ہو۔“

فدين زهير وهو لاشيئ دينه ودين أبي سلمى علي محرم

”پس زہیر کا دین کوئی دین نہیں ہے اور ابو سلمی کا دین مجھ پر حرام ہے۔“

ان اشعار کے بعد بجیر نے کعب کو یہ لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا خون معاف کر دیا ہے اور یہ بھی کہ آپ نے مکہ میں بھی بہت سے ایسے شعراء کو قتل کر دیا ہے جو آپ کی شان میں گستاخی کے مرتکب تھے یا کسی بھی انداز میں آپ کو ایذاء پہنچاتے تھے۔ قریش میں سے بھی بہت سے شعراء جیسے ابن الزبعری اور ہبیرۃ بن وہب بھی مختلف مقامات کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ میرا یہ خیال ہے کہ تم بھی نہیں بچ سکو گے اگر تم زندہ رہنا چاہو تو فوراً یہاں آجاؤ اس لیے کہ جو یہاں توبہ کر کے آجاتا ہے تو یہ اس کو قبول کر لیتے ہیں اور اسلام سے پہلے کے کاموں کا سوال نہیں کرتے۔

حضرت کعب کي بار گاہ رسالت میں آمد

جب یہ پیغام کعب تک پہنچا تو وہ قبیلہ مزینہ کے پاس آئے اور ان سے پناہ کا سوال کیا تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں ان کی حفاظت کریں۔ مزینہ نے انکار کر دیا۔ لہٰذا اب زمین ان پر تنگ ہو گئی ان کو خود پر ترس آنے لگا اور دشمن بھی یہ بات بکثرت کرنے لگے کہ یہ اب عنقریب مارا جائے گا۔[5]

ان ہی حالات میں آپ نے یہ قصیدہ کہا جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف کی اور اپنے خون اور دشمنوں کی افواہ اور بدخوئی کا ذکر کیا پھر آپ چلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے اور قبیلہ جھینہ کے ایک صحابی کے پاس آکر ٹھہرے جس کے ساتھ پہلے سے جان پہچان تھی۔ وہ ان کو لے کر مسجد آگئے اور اشارہ کر کے کہا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تم کھڑے ہو اور ان سے امان کا سوال کرو۔ حضرت کعب نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ان صفات سے پہچان لیا جن کو وہ پہلے لوگوں سے سن چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مجلس ایسے تھی آپ درمیان میں تھے اور آپ کے ارد گرد صحابہ حلقہ بحلقہ بیٹھے تھے۔ کعب اس جانب بڑھے اور آپ ﷺ کے بالکل سامنے جا کر بیٹھ گئے اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! بے شک کعب بن زہیر توبہ کر کے آیا ہے اور آپ سے امان کا سوال کرتا ہے۔ کیا آپ توبہ قبول کر لیں گے اگر میں اسے آپ کے پاس لے کر آجاؤں؟ آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ کعب نے عرض کیا کہ: ” یا رسول اللہ میں ہی کعب بن زہیر ہوں۔“ آپ نے فرمایا کہ وہی

جس نے وہ شعر کہا تھا؟ پھر آپ حضرت ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے اس شعر کے سنانے کا فرمایا۔ حضرت ابو بکر نے یہ شعر سنایا:

سقاك بها المأمون كاساً روية

"مامون (امانت دار) نے اس کلمے کے ساتھ باتوں کا ایک جام پلا دیا"

کعب نے عرض کیا میں نے یہ نہیں کہا تھا۔ میں نے تو کہا تھا کہ تجھے ابو بکر نے باتوں کا جام پلا دیا اور تجھے مامون نے پہلی شراب پلا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مامون واللہ (اللہ کی قسم امانت دار)۔

اسی اثنا میں ایک انصاری صحابی چھلانگ لگا کر کعب پر پہنچ گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس اللہ کے دشمن کی گردن جدا کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو بے شک یہ توبہ کر کے اور تلافی کر کے آیا ہے۔

پھر حضرت کعب نے اپنا یہ قصیدہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھا اور آپ جناب سنتے رہے۔ ابو بکر انباری کی روایت میں ہے کہ جب آپ قصیدے میں اس شعر پر پہنچے:

إن الرسول لسيف يستضاء به مهند من سيوف الله مسلول

"بے شک یہ رسول ایسی چمکدار تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور جو ہند کی تیز اور اللہ کی تلواروں میں سے سونتی ہوئی تلوار ہیں۔"

اس شعر کو سن کر رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارک جو آپ نے زیب تن فرما رکھی تھی حضرت کعب کی طرف پھینک دی۔ ابن عبد البر نے الاستیعاب میں ذکر کیا ہے کہ جب حضرت کعب اس شعر پر پہنچے:

أنبئت أن رسول الله أوعدني والعفو عند رسول الله مأمول

"مجھے خبر دی گئی ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے مجھے دھمکی دی ہے اور معافی کی تو رسول اللہ سے امید رکھی جاتی ہے۔"

اس شعر پر رسول اللہ ﷺ نے جو صحابہ آپ کے گرد موجود تھے انہیں اشارہ فرمایا کہ سنو یہ کیا کہتا ہے۔[6]

کعب بن مالک کا یہ قصیدہ رسول اللہ ﷺ کی مدح و ثناء پر مشتمل ہے لیکن اس میں آپ کا اسلوب بالکل وہی ہے جو ایک جاہلی دور کا شاعر اپناتا تھا۔ لہٰذا اس میں ایسا نہیں ہے کہ نعت پر شروع ہو کر اسی پر اختتام پذیر ہو جائے بلکہ ستاون اشعار میں سے اکثر خالص جاہلی ادبی رنگ میں پیش کئے گئے جن میں محبوبہ کے لئے غزل سے ابتداء ہوتی ہے۔

اس قصیدہ کی اہمیت اور خوبیوں کے باعث کئی متقدمین شراح نے اس کی شرح لکھی جن میں سے تبریزی، ابو البرکات بن الانباری، عبد اللطیف البغدادی، ابن الھشام الانصاری، ابن حجہ الحموی اور علامہ سیوطی قابل ذکر ہیں۔

مضامین قصیدہ بانت سعاد کا خلاصہ

سیوطی نے اپنی شرح کنہ المراد فی شرح قصیدۃ بانت سعاد کے مقدمہ میں تمام اشعار کا اجمالی خلاصہ بیان فرمایا جس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ قصیدہ ستاون (۵۷) اشعار پر مشتمل ہے۔آپ نے اس کی ابتداء اپنے دل کی حالت بیان کی کہ محبوبہ کی فراقت کے وقت ان کے دل پر کیا بیتی۔ چنانچہ ابتداء اس شعر سے کر دی کہ :

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول

اس کے بعد محبوبہ کو دوسرے شعر میں عمدہ خوبیوں والے ہرن سے تشبیہ دی اور کہا:

وما سعاد غداة البين اذ رحلوا

اس کے بعد اس کے دانتوں اور لعاب کی خوبصورتی بیان کرتے ہوئے اس کو تیسرے شعر میں شراب کے ساتھ تشبیہ دی۔ پھر اس شراب میں پانی کے ملنے کا ذکر کیا اور اس کے ذکر کو طویل کرتے ہوئے اس میں ملائے گئے پانی کے وصف کو بیان کیا یہاں تک کہ اس وادی سے بہنے والے پانی کے ریلے کا ذکر کیا جس سے وہ پانی حاصل کیا گیا۔اس کے بعد وعدہ خلافی اور محبوبہ کا نصیحت کو قبول نہ کرنا چھٹے شعر میں بیان کیا:

أكرم بها خلة لو أنها صدقت

پھر اس کو ساتویں شعر میں مکمل کرنے کے بعد اس کی محبت کے مختلف رنگوں کا ذکر آٹھویں شعر میں کیا۔ پھر یہ بھی بیان کیا کہ وہ وعدہ خلافی کی مرتکب تھی پھر اس کی تاکید کی اور کہا کہ جو کچھ وہ وعدہ کرتی ہے وہ صرف امیدیں ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پھر گیارہویں شعر میں اس کے وعدہ کے ٹال مٹول کو بیان کیا۔اس کے بعد بارہویں شعر میں خود پر ملامت کی جو اس کے وعدوں پر یقین کر لیا ہے۔ تیرہویں شعر میں اس کے اور اپنے درمیان دوری کو ذکر کیا اور پھر یہ بات بیان کی کہ اتنی مسافت تک اس کو نہیں پہنچا سکتی مگر ایک اونٹنی جس میں ایسی ایسی صفات ہوں۔ پھر اس اونٹنی کے ذکر کو خوب طویل کر دیا جیسا کہ عرب کی عادت تھی اور یہ طویل ذکر چودہویں شعر سے شروع ہو کر بتیسویں شعر تک جاری رہتا ہے۔ گویا کہ انیس اشعار اس بیان میں ہو گئے۔اس کے بعد وہ حاسدین اور چغل خوروں کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے ساتھ جو معاملہ ہوتا ہے اس کو بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ تینتسویں شعر میں

تسعى الوشاة جنابيها

کہا پھر اس بات کو طویل کرتے جاتے ہیں یہاں تک کہ پینتیسویں شعر تک اس کو لے جاتے ہیں۔ یہاں غزل کے اشعار مکمل ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد وہ سب کچھ چھوڑ کر مدح النبی ﷺ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ یہ فرماتے ہوئے:

نبئت أن رسول الله أوعدني

اور یہ مدحیہ اشعار اڑتالیسویں شعر تک جاری رہتے ہیں۔ پھر وہ حضرات صحابہ میں سے مہاجرین رضی اللہ عنہم کی مدح انچاسویں شعر میں بیان فرماتے ہیں یہ فرماتے ہوئے:

فی فتية من قريش

اور یہ ذکر قصیدے کے آخری شعر تک جاری رہتا ہے۔

سبب تالیف و منہج شرح

سیوطی نے اپنی شرح کے مقدمے میں اس شرح کی وجہ تصنیف ذکر فرمائی کہ:

"وكانت الشروح الموضوعة عليها فيما وقفت عليه قاصرة على شرح غريبها وإعراب ألفاظها المؤدية إلى حل تركيبها دون التعرض لمعانيها التي هي قصد طلابها"[7]

"وہ شروحات جن پر میں مطلع ہوا وہ صرف مشکل الفاظ کی شرح اور ترکیبات کے حل کرنے تک ہی محدود تھیں اور ان معانی سے بحث نہیں کرتی تھیں جو کہ اس کے طالب کا مقصد ہوتے ہیں۔"

لہٰذا سیوطی نے اس قصیدے کی شرح میں تین کاموں کا التزام کیا ہے:

۱۔ مفردات کی لغوی تحقیق

۲۔ الفاظ کے معانی اور انکی دلالت

۳۔ حاصل معنی کی سیاق و سباق کی روشنی میں تشریح۔

مفردات کی تحقیق میں سیوطی نے بہت مبالغہ سے کام نہیں لیا اور اس کی وجہ وہی ہے جو خود آپ نے بیان فرمائی کہ اس پر ماقبل شراح نے کافی کام کر دیا تھا۔ آپ نے اتنا ضرور کیا کہ الفاظ کی تشکیل، اس کے تلفظ اور اور اس کے کئی ایک معانی میں سے راجح کی نشاندہی کر دی۔ اس سے ایک تو مفردات اپنے ہم شکل الفاظ سے ممتاز ہو جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کے درست تلفظ کی وجہ سے اشعار کا وزن بھی سلامت رہتا ہے۔ اور اگر کسی مقام پر راجح متعدد ہوئے تو ایک سے زائد معنی نا صرف ذکر کئے بلکہ ہر ایک سے حاصل ہونے والے مطلب کو بھی علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیا۔ اسی منہج اور طرز شرح و توضیح کا بالتفصیل مشاہدہ ان کی اس شرح کو دیکھ کر بخوبی کیا جاسکتا ہے جو آپ نے قصیدے کے مطلع میں استعمال کیا ہے۔

قصیدے کا مطلع ہے:

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول　　　　متيم إثرها لم يفد مكبول

اس شعر میں مستعمل لفظ سعاد جو کہ مؤنث علم ہے اس کے سلسلے میں شارح اس میں موجود دو احتمالات کو ذکر فرماتے ہیں کہ یا تو وہ شاعر کی حقیقی محبوبہ کا نام ہے یا پھر فرضی محبوبہ کا۔ بہر دو صورت اس کے تذکرے سے قصیدے کی ابتدا کی عرب شعراء کے طریقے کے موافق تشبیب اور غزل کہلاتا ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے لیلیٰ اور

مجنون کا تذکرہ ملتا ہے نیز بہت سے عشاق شعراء زمانہ جاہلیت بلکہ بعد اسلام کے بھی تشبیب کا استعمال کرتے رہے ہیں۔[8]

لغوی توضیح

شرح کا اولین مقصد کلمات کی ایسی وضاحت ہوتا ہے جو حقیقی معنی تک بہتر رسائی کروا سکے چنانچہ سیوطی بھی کلمات کی شرح کا بھرپور اہتمام فرماتے ہیں۔

قصیدے کے پہلے کلمے "بانت" کی شرح لغوی میں سیوطی سیوطی فرماتے ہیں:

"بانت" عربی میں اس وقت بولا جاتا ہے جب عورت اپنے خاوند کو چھوڑ دے اسی طرح کی جدائی کے لیے جو طلاق دی جاتی ہے طلاق بائن بھی کہا جاتا ہے۔ جو غیر رجعی طلاق ہوتی ہے۔ یہاں سیوطی نے بانت کی شرح کی غرض سے اس کے لغوی معنی کی تفصیلات میں جائے بغیر اس کی توضیح کے لئے عربی عرف عام میں اس کے استعمال کو ذکر فرمایا اور یہ اسلوب بارہا شرح میں دیکھا جا سکتا ہے۔[9]

اسی طرح لفظ قلب جو کہ دو معنی کا احتمال رکھتا ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ دو معنی میں سے پہلا تو اس سے دل مراد لیا جا سکتا ہے اور یہی معنی زیادہ واضح ہے یہی لفظ اللہ تعالیٰ کے قول میں بھی ہے:

﴿وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمۡعِهِۦ وَقَلۡبِهِۦ﴾[10]

"اور مہر لگادی اس نے کان اور دل پر"

اور اس کا محل بدن سینے میں ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعۡمَى ٱلۡأَبۡصَٰرُ وَلَٰكِن تَعۡمَى ٱلۡقُلُوبُ ٱلَّتِي فِي ٱلصُّدُورِ﴾[11]

"بے شک ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ وہ دل اندھے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

قلب کے معنی میں دوسرا احتمال چونکہ عقل کا ہو سکتا ہے لہٰذا اس کو بھی بیان فرمایا ہے۔ اس معنی پر بطور استشہاد آیت قرآنی بھی ماقبل کی طرح پیش کرتے ہیں اور تشریح میں یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ شاعر کی عقل محبت اور عشق کی شدت اور غلبے کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو چکی ہے اور وہ بدحواسی اور پریشانی کی ایسی حد کو پہنچ چکی ہے جس کو کوئی افاقہ اور شفاء بھی نہیں ملتی۔

اسی نہج پر "متبول" کی لغوی تشریح کرتے ہوئے شارح نے اس کو وہ بیماری قرار دیا جس کی وجہ سے انسان اپنی تمام قوت کو کھو بیٹھتا ہو، گویا کہ موت کے انتہائی قریب پہنچ جائے۔ "متیم" غلام اور تابع فرمان کو کہا جاتا ہے اسی طرح محبت اور عشق کے ساتھ جب اس لفظ کو استعمال کیا جائے تو اس سے مراد عشق میں مقید ہو جانے والا عشق ہوتا ہے۔

"لم یفد" کا مطلب یہ ذکر کیا ہے کہ جس قید میں وہ مبتلا ہوا اس سے خلاصی اور چھٹکارے کے لیے کوئی بھی ایسا شخص میسر نہیں آیا ہے اس کا فدیہ دے کر اسے آزاد کروا سکے۔ یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس نے خود ہی فدیہ دے کر آزادی حاصل کرنے کو اختیار نہیں کیا کہ اس کے لیے محبت میں گرفتار رہنا آزاد ہو جانے سے زیادہ محبوب ہے۔[12]

اختلاف نسخ

قصیدے کے مختلف نسخوں میں اگر کچھ اختلافات پائے گئے تو شارح ان اختلافات سے صرف نظر نہیں کرتے بلکہ ان کلمات کو مع ان کی لغوی تشریح اور مفہوم کے بیان فرماتے ہیں چنانچہ "لم یفد" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ قصیدے کے بعض نسخوں میں اس مقام پر "لم یفد" کی جگہ "لم یشف" نقل کیا گیا ہے جس کے معنی ہونگے کے عشق میں بیمار ہو جانے کے بعد اس مرض سے شفاء حاصل نہیں ہوئی۔ "مکبول" میں بھی دو مطلب لیے جاسکتے ہیں۔ اور دونوں کا تعلق گرفتاری کے ساتھ ہے۔ ایک معنی دوران گرفتاری زنجیروں سے جکڑے جانے کا ہے اور دوسرا معنی جیل وغیرہ میں قید کر دیے جانے کا ہے۔[13]

قرآن کے ساتھ استشہاد

آپ نے الفاظ کے معنی کے تعین کے لئے جابجا آیات قرآنیہ سے استشہاد کیا جیسا کہ " الیوم" کی شرح میں اس کی توقیت میں مطلق زمانہ ہونے کو ترجیح دینے کے بعد یہ بیان فرماتے ہیں کہ یہاں الیوم کا استعمال دن اور رات دونوں کے لئے ہو سکتا ہے اور اس پر بطور استشہاد قرآنی اس آیت کو ذکر فرماتے ہیں۔[14]

﴿وَءَاتُواْ حَقَّهُۥ يَوۡمَ حَصَادِهِۦ﴾[15]

"اور اس زمین کی پیداوار کا حق ادا کرو اس کی کٹائی کے وقت"

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَيَوۡمَئِذٖ يَفۡرَحُ ٱلۡمُؤۡمِنُونَ بِنَصۡرِ ٱللَّهِۚ يَنصُرُ مَن يَشَآءُۖ﴾[16]

"اس وقت ایمان والے اللہ کی مدد کی وجہ سے خوش ہوں گے اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔"

اسی طرح " اثر "کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ قدموں کے زمین پر بننے والے نشانات کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ علامت ہوتی ہے جو کوئی شخص اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے۔ [17] اس سے کلمہ " أثَر" بھی ہے جو اللہ کے اس قول میں استعمال ہوا ہے:

﴿وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُواْ وَءَاثَٰرَهُمۡۚ﴾[18]

"اور ہم لکھتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو وہ پیچھے چھوڑ آئے"

اسی طرح غم فراق کے بیان میں فرماتے ہیں کہ ہم قرآن مجید میں دیکھتے ہیں جب اللہ رب العزت حضرت یعقوب علیہ السلام کی حالت کا ذکر کرتے ہیں جس وقت وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی کے غم میں مبتلا تھے۔[19] چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَٰٓأَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَٱبْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ ٱلْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيم﴾[20]

"اور وہ ان سے پلٹے اور کہا کہ ہائے افسوس ہو یوسف اور ان کی آنکھوں میں سفیدی اتر آئی اس غم کی وجہ سے اور وہ دل دل میں گھٹے جاتے تھے۔"

حدیث اور سیرت طیبہ کے ساتھ استشہاد

قرانی آیات کے علاوہ حدیث و سیرت طیبہ سے استدلال و استشہاد بھی بر موقع ضرور فرماتے ہیں لہٰذا جدائی اور فراق کے ذیل میں ارشاد فرمایا[21]:

اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر فرمایا جب آپ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم جو بچپن میں وفات پاگئے تھے انہیں اپنی گود میں اُٹھایا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے پوچھا کہ آپ بھی روتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک آنکھ روتی ہے اور دل غم کرتا ہے اور ہم کوئی ایسی بات نہیں کرتے جو اللہ کو ناپسند ہو اور بے شک ہم اے ابراہیم تیری جدائی پر غمزدہ ہیں۔[22]

قلب کی شرح میں یہ حدیث بھی ذکر فرمائی[23]:

"وإن في الجسدِ مضغةً إذا صلَحت صلحَ لها سائرُ الجسدِ، وإذا فسدت فسد لها سائرُ الجسدِ ألا وهي القلبُ"[24]

"بے شک جسم میں ایک ٹکڑا ہے اگر وہ ٹھیک ہو جائے تو پورا بدن ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا بدن خراب ہو جاتا ہے۔ خبر دار وہ دل ہے۔"

عربی اشعار کی ساتھ استشہاد

قرآن و حدیث کے استشہادات کے علاوہ سیوطی نے اپنے عمدہ شعری ذوق کے پیش نظر بر موقع مناسب اشعار کو بھی معنی یا مفہوم کے اثبات کے لئے استشہادا پیش کیا ہے۔ مطلع میں محبوبہ کی جدائی کے غم کو ذکر کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کو شاعر کے کلام سے نقل کرتے ہوئے ذکر کیا کہ ایک شاعر نے کہا ہے کہ:

إنى لأكره أن أنام فألتقي بك في الكرى خوف الفراق الثاني

''میں نیند کو بھی اس خوف کی وجہ سے ناپسند سمجھتا ہوں کہ کہیں تجھ سے خواب میں ہی ملاقات نہ ہو جائے اور (جاگنے کی صورت میں) ایک مرتبہ پھر فراق کا سامنا کرنا پڑے۔''[25]

اقوال حکماء کے ذریعے شرح

سیوطی بغرض شرح علماء، حکماء و ادبائے عرب کے مقولات، ضرب الامثال اور کہاوتیں بھی ضرور بیان کرتے ہیں چنانچہ مطلع میں قلب کی شرح فرماتے ہوئے سیوطی حکماء و اطباء کے اقوال جو قلب کی حقیقت اور اس کے اعمال کے متعلق ہیں بالتفصیل ذکر فرماتے ہیں جس میں دل کے بدن انسانی میں محل وقوع اور اس کا مادہ، دوران خون میں اس کا کردار، احساسات اور جذبات کے ساتھ اس کا تعلق اور بعض حکماء کا اس کے بارے میں یہ قول کہ: دل تمام اعضاء کا بادشاہ ہے اور تمام اعضاء اس کے سپاہی اور خدام ہیں۔ عقل اس کا وزیر، سمجھ اس کا مددگار، آنکھیں اس کی راہبر اور کان اس کے جاسوس ہیں۔ نیز سیوطی صوفیاء کا لطائف قلبیہ کے بارے میں مؤقف بھی ذکر یوں فرماتے ہیں:

''اسی جدائی اور فراق کے بارے میں اقوال علماء و ادبائے عرب سے یہ نقل کیا کہ: فراق کو نہیں پیدا کیا گیا مگر برائے تعذیب عشاق۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر جدائی اور فراق کی کوئی صورت ہو تو دل ڈر جائے اور پہاڑ گر جائے اور عضی لکڑی کا انگارہ (یہ ضرب المثل عرب میں اس وجہ سے کہ اس لکڑی کی آگ اور اس کا انگارہ بہت دیر تک جلتے رہتے ہیں) جدائی کی آگ کے مقابلے میں بہت ہلکا عذاب ہے''[26]

اسی طرح علامہ زمخشری کا یہ قول بھی نقل کیا کہ انسان کے بدن میں دل سے زیادہ کوئی چیز بھی نرم نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اور چیز ہے جو کسی تکلیف کو محسوس کر سکے جو اسے پہنچے۔ اور یہ بھی کہ دل ہی بدن میں ایک خود مختار عضو ہے اور باقی تمام اعضاء اس کے تابع ہیں۔[27]

فرامین اسلاف

اسلاف کے فرامین اور واقعات کو بھی بغرض تشریح تحریر فرماتے ہیں چنانچہ غم و جدائی کی شرح میں حسن بصری رحمہ اللہ کا یوں ذکر فرمایا کہ: یہ بھی روایت نقل کیا گیا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بچے یا کسی اور پر روپڑے، آپ سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا کہ حضرت یعقوب کے غم کو ان کے لیے عیب بنایا ہو۔[28]

مجموعی معنی و بیان اسرار و رموز

شعر کے کلمات کے مختصر بیان کے بعد سیوطی اشعار کے مجموعی معنی اور مطلب بھی بہت عمدہ پیرایہ میں بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ قصیدے کے مطلع کا مجموعی مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ شاعر کا دل محبوبہ کی جدائی کے

بعد بہت ہی بیمار اور بدحال ہوگیا اسی طرح وہ مغلوب اور گرفتار ہوگیا۔ زنجیر اور قید خانے میں جکڑ لیا گیا اور اس کے لیے نہ بھاگ نکلنے کی کوئی گنجائش ہے اور نہ ہی اس غلامی سے خلاص کے لیے کوئی فدیہ کی صورت۔[29]

اس کے بعد شارح شعر میں موجود اسرار ادب کی پردہ کشائی کرتے ہوئے شاعر رضی اللہ عنہ کی طرف سے استعمال شدہ صنعت غزل وتشبیب کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ شاعر نے اس قصیدے کی ابتداء غزل اور تشبیب سے کی ہے اور یہی عادت اس زمانے کے اکثر شعراء کی تھی۔ تشبیب کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ عاشق اور محب اپنی محبت اور الفت کو بیان کرے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ محبت اور عشق کی آگ بطور خاص اس وقت بھڑک اٹھتی ہے جب جدائی کا وقت ہوتا ہے اور فراق میں یہ شدید تر ہو جاتی ہے۔ اسی لیے عرب شعراء ابتداء میں ہی اپنے اس درد اور اسم کو ذکر کردیا کرتے تھے تاکہ بعد میں آنے والے اشعار کو اسی تناظر میں سمجھ لیا جائے اور کسی بھی نامناسب شعر میں جو آئندہ کلام میں واقع ہو ان کو معذور تصور کیا جائے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محبت کرنے والوں کے لئے جدائی سے بڑا کوئی غم اور اس سے سخت کوئی مصیبت نہیں ہوتی۔

سیوطی شاعر پر کئے جانے والے ممکنہ اعتراضات کے جوابات بھی ضرور دیتے ہیں چنانچہ تشبیب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ شاعر اس طرح عورت کے تذکرے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں غزل کہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ شاعر نے عرب کی عادت کے موافق ہی اپنے قصیدے کو شروع کیا اور نبی ﷺ کا اس کو سننا اور برقرار رکھنا اور اس سے منع نہ کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل ہے۔[30]

اس کی ایک اور وجہ یہ بھی بیان فرمائی کہ اس بات کا احتمال ہے کہ شاعر نے کسی خاص عورت کا قصد کیا ہو جو ان کے حلال عقد میں تھی اور پھر جدا ہوگئی لہٰذا اپنے غم کی حالت کا بیان کردیا۔ اسی طرح بعض علماء کی یہ صراحت بھی نقل کی کہ عورت کے تذکرے کے ساتھ وہ غزل ممنوع ہے جب کوئی متعین اجنبی عورت کا ذکر کیا جائے۔ اپنی منکوحہ یا غیر معین کا ذکر کرنا ہرگز منع نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ ان کی محبت ان کو بدگوئی اور فحش کلامی تک نہیں لے جاتی۔ اسی وجہ سے بہت سے اسراء عشق نے اپنی جانیں دے دیں لیکن فراق کے غم کو جھیلتے رہتے اور صبر کرتے رہے اور انہیں وصال نصیب ہی نہ ہوا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پاک دامنی عفت اور مروت کو اپنی خواہشات پر مقدم رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات یہ اپنی محبتوں کے ساتھ خلوت میں ہونے کے باوجود عفت کو ترجیح دیتے تھے۔[31]

تصحیح وتضعیف روایات

سیوطی اپنی شرح میں مشہور روایات کو ذکر کرتے ہوئے بیان کردہ احادیث کی صحت وضعف کو بھی بیان

کرتے جاتے ہیں۔ چناچہ عشق میں پاک دامنی کے بیان کے دوران واقعہ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا تعلق بنی عذرہ سے تھا اس سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تم میں ایک شخص عشق میں جان دے دیتا ہے لیکن اس عورت سے ملتا نہیں تو جواب دیا کہ اس لیے کہ ہم میں جمال اور عفت دونوں ہے۔

اس کے بعد بعض علماء کی یہ رائے نقل فرماتے ہیں جنہوں نے عشق میں جان دے دینے والے پاک دامن عاشق کو شہداء میں شمار کیا ہے جیسے کہ ڈوبنے والے اور طاعون میں ہلاک ہونے والے اور پیٹ کی بیماری میں مرنے والے وغیرہ کو اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے کہ:

"من عشق فعف فکتم فمات فھو شہید"[32]

"جس نے عشق کیا اور پاک دامن رہا اور بعد اس کو چھپاتا رہا اور مر گیا تو وہ شہید ہے۔"

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں کہ "لیکن یہ حدیث سند کے لحاظ سے انتہائی ضعیف ہے بلکہ بہت سوں کے ہاں تو یہ موضوع روایت ہے۔"[33]

خلاصہ بحث

قصیدہ بانت سعاد میں شاعر نے جاہلی اسلوب کے مطابق اپنے اشعار جمع کئے جن میں رسول اللہ ﷺ کی مدح سے پہلے دیگر اصناف شعریہ کو استعمال کیا۔ شارح سیوطی نے بھی اپنی شرح کنہ المراد فی بیان بانت سعاد میں قدیم اور روایتی طرق کو اختیار فرماتے ہوئے ہر ہر لفظ کی مفصل شرح و توضیح کی طرف توجہ کی۔ اس کے بعد تفصیلی شرح میں اپنے نکتہ نظر کے استشہادات قرآن و سنت کے علاوہ ادب عربی کے ذخیرہ سے بھی پیش کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس شرح سے نہ صرف یہ کہ قصیدہ کے معانی و مفاہیم نکھر کر سامنے آجاتے ہیں بلکہ ان سے متعلقہ بہت سی علمی و ادبی مباحث سے بھی قاری مستفید ہو جاتا ہے۔ اشعار کے مضامین کی شرح کے دوران دوسرے شعراء کے کلام کے ذریعے ایسی منظر کشی کرتے ہیں جن سے گویا قاری شاعر کے اشعار کے منظر کو بھی اپنی نگاہوں کے سامنے پالیتا ہے۔ اس شرح کی طوالت کے باوجود یہ یقینا سیوطی کی دیگر تصانیف کی طرح علمی شغف رکھنے والوں کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ قصیدہ بانت سعاد کی جملہ شروحات میں اس کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 الدینوری، ابن قتیبہ، عبد اللہ بن مسلم، الشعراء، دار الحدیث، القاہرۃ، 1423ھ، ج:1، ص:153

Al-Dinūrī, Ibn Qutaibah, Abdullah bin Muslim, Al-Sha'ir wa al-Shu'arā, Dār al-Ḥadīth, Cairo, 1423A.H, v:1,pg:153

2 مرجع سابق، ج:1، ص:151

Ibid, pg:151

3 ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، شرکۃ مکتبہ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی واولادہ، مصر، طبعۃ:2، 1375ھ/1955م، ج:2، ص:501

Ibn Hishām, Abdul Malik bin Hishām, as-Sīrah an Nabawiyah, Shirkah maktaba wa maṭba' Muṣṭafā al Bābī wa Awlādihī, Egypt, 1375A.H./1955, v:2, pg: 501

4 الحاکم، محمد بن عبد اللہ، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ:1، 1433ھ/1990م، ج:3، ص: 674

Al Ḥākim, Muḥamad bin Abdullah, Al Mustadrak alā al-Ṣaḥīḥain, Dārul Kutub al 'Ilmiyah, Beirūt, 1433A.H./1990, v:3, pg:674

5 ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج:2، ص:503

Ibn Hishām, Abdul Malik bin Hishām, as Sīrah an Nabawiyah,v: 2, pg: 503

6 ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، دار الجیل، بیروت، طبعہ:1، 1412ھ/1992م، ج:3، ص:1315

Ibn Abd al-Bar, Yūsuf bin Abdullah, Al isti'āb fī m'arifat al Aṣḥāb, Dār ul Jail, Beirūt, 1412A.H./1992, v:3 pg: 1315

7 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبعہ: 1، 1426ھ/2005م، ص:99

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, Muassah al Risalah, Beirūt, 1426A.H./2005, pg: 99

8 مرجع سابق، ص:118

Ibid, pg: 118

9 مرجع سابق، ص:117

Ibid, pg: 117

10 سورۃ الجاثیۃ:23

Sūrah al-Jāthiya : 23

11 سورۃ الحج:46

Sūrah al Ḥajj : 46

12 السیوطی، جلال الدین، عبد الرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:122

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 122

13 حوالہ سابقہ

Ibid.

14 مرجع سابق، ص:120

Ibid, pg: 120

15 سورۃ الانعام:141

Sūrah al In'ām: 141

16 سورۃ الروم:4

Sūrah ar Rome:4

17 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:121

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 121

18 سورۃ یٰس:12

Sūrah Yāsin:12

19 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:123

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 123

20 سورۃ یوسف:84

Sūra Yūsuf:84

21 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:123

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 123

22 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، طبعہ:1، 1422ھ، ج:2، ص:83، رقم الحدیث:1303

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'el, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dār ut Tawq al Nijāḥ, 1422A.H.,v: 2, pg: 83, Ḥadīth No.: 1303

23 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:119

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 119

24 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ج:1، ص:20، رقم الحدیث:52

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'el, Sahih al Bukhārī, v: 1, pg: 20, Ḥadīth No.: 52

25 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:123

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su'ād, pg: 123

26 مرجع سابق، ص:125

Ibid., pg: 125

27 مرجع سابق، ص:126

Ibid., pg: 126

28 مرجع سابق، ص:123

Ibid., pg: 123

29 مرجع سابق، ص:134

Ibid., pg: 134

30 مرجع سابق، ص:134

Ibid.

31 مرجع سابق، ص:135

Ibid., pg: 135

32 الدارقطنی، علی بن عمر بن احمد، تعلیقات الدارقطنی علی المجروحین لابن حبان، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، دار الکتاب الاسلامی—القاہرۃ، طبعہ:1، 1414ھ/1994م، ص:119

Al Dārqṭnī, Ali bin ‘Umar bin Aḥmad, T’alīqāt al Dārquṭnī alā al Majrūḥīn li ibn Ḥabbān, Al Farūq al Ḥadītha li Al Ṭabā’a wa al Nashr, Dār al Kutub al Islami, Cairo, ed.:1,1414A.H./1994, pg: 119

33 السیوطی، جلال الدین، عبدالرحمٰن بن کمال، کنہ المراد فی بیان بانت سعاد، ص:136

As Suyūṭī, Jalal ud Din, Abdur Raḥman bin Kamāl, Kunhul Murād fi bayān Bānat Su’ād, pg: 136